THE

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday the November 07, 2025

(355th Session)

Volume XIX, No.05

(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XIX SP.XIX (05)/2025

No.05 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 2
3. Leave of Absence 33
   - Senator Khalil Tahir 35
4. Point of order raised by Senator Muhammad Azam Khan Swati regarding the appointment of Leader of the Opposition in the Senate 35
   - Senator Azam Nazeer Tarar 36
   - Senator Aimal Wali Khan 37
5. Pointing out of quorum 38
6. Point of public importance raised by Senator Muhammad Abdul Qadir urging the Government to renegotiate power tariffs with IPPs and reform its policy on solar energy 39
7. Resolution moved for extension of the Frontier Constabulary Ordinance, 2025 (Ordinance No. VIII of 2025) 42
8. Consideration and passage of [The Federal Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025] 43
9. Consideration and Passage of [The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 2025] 47
10. Consideration and Passage of [The National School of Public Policy Amendment Bill 2025] 49
11. Withdrawal of [The National Accountability Amendment Bill 2023] 50

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the November 07, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at Eleven in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Manzoor Ahmed) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ
رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ
مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۸

ترجمہ: عرش الٰہی کے حامل فرشتے، اور وہ جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں، سب اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہیں۔ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ’ اے ہمارے رب تو اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچا لے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ اے ہمارے رب، اور داخل کر ان کو ہمیشہ رہنے والی ان جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے والدین اور بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں (ان کو بھی وہاں ان کے ساتھ ہی پہنچا دے) تو بلاشبہ قادر مطلق اور حکیم ہے۔ سورۃ المومن، آیات (٦تا٨)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Questions and Answers لینے دیں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔ انوار صاحب اگر questions and answers مجھے لینے دیں اس کے بعد آپ کو floor دے دیتا ہوں۔ جی شہادت اعوان صاحب۔

Questions and Answers

Mr. Presiding Officer: Senator Shahdat Awan.

(Q.No.32)

سینیٹر شہادت اعوان: جب بھی میرا سوال آتا ہے تو انوار صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ ان کا سوال نہ ہو سکے۔ میرا خیال ہے منسٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ جو قانون 2018 میں بنایا گیا تھا۔ آپ خود advocate ہیں اس کا مقصد یہ تھا to provide for the protection and care of children in Islamabad Capital Territory, from all form of physical and mental violence, injury, neglect, bad treatment, exploitation, abuse and better Institutes یہ اس کے لیے 2018 میں بنایا گیا تھا۔ (جاری۔۔۔T02)

T02-07Nov2025 FAZAL/ED: Khalid 11:10 am

سینیٹر شہادت اعوان: (جاری ہے۔۔۔) یہ اس کے لیے 2018 میں بنایا گیا۔ جناب چیئرمین! 2018 میں یہ سب کچھ کرنے کا پتا یہ تھا کہ جو بچے ہیں ان کی care کے لیے کیا جائے۔ اب یہ بتایا گیا ہے اور یہ جو منسٹری نے جواب دیا ہے۔ انہوں نے کہا لکھا ہے کہ 2021 میں جو ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 2018 and 2019 میں تو کوئی یہ فعال ہی نہیں ہوا۔ 2021 میں 95 cases ان کے پاس آئے۔ 2022-2023 میں 57 cases ان کے پاس آئے۔ اور ان پر کتنا خرچہ ہوا۔ 1,169,675 روپے خرچہ ہوا۔ دنیش کمار صاحب دیکھئے گا۔ جب یہ 57 بچوں پر تقسیم کیا گیا تو سال کا ایک بچے کا خرچہ 20520 روپے بنا اور اس کا مہینے کا 1710 روپے خرچہ بنا۔ 2023-2024 میں ان کے پاس 112 بچے آئے ہیں اور ان پر 1,282,245 روپے خرچہ ہوا جو کہ سال کا 11448 روپے ہیں اور مہینے کا خرچہ اوپر بھی میں نے 1710 روپے بتایا۔ جناب چیئرمین! یہ خرچہ 954 روپے آیا ہے۔ مہینے کا خرچہ آپ دیکھ لیں۔ آگے انہوں نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ یہ خرچہ کہاں پر اور کس چیز پر کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! Page No. 2 پر Para No. 2 کو دیکھیے گا۔ اس میں نے انہوں نے لکھا ہے کہ

"The expenditure has been made on items including children's clothing, shoes, food, utilities, play material, stationery, books, drawing books, copies and other child-related necessities".

جناب چیئرمین! تو بات یہ ہے کہ پھر یہ کہتے ہیں کہ minimum income جو ہے 45 and 30 ہزار روپے ہونی چاہیے۔ تو میرے خیال میں اسی لئے تنخواہ وہ نہیں بڑھائی جاتی کہ ایک بچہ تو 954 روپے میں مہینہ گزار سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ منسٹر صاحب اس پر بتائیں گے کہ یہ ان چیزیں کو کس طریقے سے manage کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ مزے کی بات یہ ہے کہ Para-1 میں منسٹری نے جواب کیا دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں اور خود admit کرتے ہیں۔ No dedicated institute that specifically deals with children involved in narcotics or drug-related issues, which remains a major challenge. خود حکومت کہتی ہے کہ ہم نے اس کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ اس کو بھی آپ چھوڑ دیں۔ وہ بچے جن سے یہاں پر begging کا یہ کام لیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش آپ سے یہ ہوگی کہ یہ بڑا اہم ایشو ہے۔ اگر میریٹ کے سگنل پر آپ چلے جائیں تو دس دس لولے لنگڑے بچے وہاں پر کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کو آپ کمیٹی میں بھیجیں تاکہ thoroughly اس پر ہم بحث کر سکیں۔ بڑا اہم ایشو ہے اور اس میں پچھلی 2018 والوں کی حکومت، PDM کی حکومت اور موجودہ حکومت کے ممبران سب کے سب بیٹھ کر اس کے اوپر ہم غور کریں۔ یہ بڑا غور طلب ایشو ہے۔ جناب چیئرمین! تو منسٹر صاحب سے میری استدعا یہ ہوگی کہ بجائے ہم یہاں پر بیٹھ کر 917 روپے مہینے کے خرچے پر بات کریں۔ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آگیا۔ جی، منسٹر صاحب۔

جناب عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف): بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! معزز سینیٹر صاحب کی بالکل اچھی تجویز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تفصیلی جواب انہوں نے خود بھی پڑھ لیا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم نے تمام تر تفصیلات اس جواب میں دی

ہیں کہ وہاں پر بچوں کی تعداد کتنی ہے۔ Child Protection Institute establish ہی 2021 میں ہوا ہے۔اس سے پہلے کے وقت کا معلومات فراہم نہیں کر سکتے کیونکہ جب ایک ادارہ ہی 2021 میں بنا ہے تو اس کے بعد کا ہم نے تمام breakdown with expenditure دیا ہوا ہے۔ Transparency کے تمام تقاضوں کو پورا رکھتے ہوئے ہم نے یہ تفصیلات فراہم کی ہیں۔اس حکومت کی اولین ترجیح ہے کہ جو ہماری آنے والی نسلیں اور بچے ہیں بالخصوص جو Child Protection Mechanism and Institute ہے ہم اس کو further strengthen کریں اور اس کو مزید فعال کریں۔حکومت کی طرف سے جو بھی اقدامات ہم اٹھا سکتے ہیں ہمیں اٹھانے چاہیے۔ اگر اس کو کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو ہمیں اس پر عتراض نہیں ہے تاکہ اس پر سیر حاصل بحث اور گفتگو بھی ہو جائے۔اس کے ساتھ ساتھ آگے جو بھی کمیٹی کے فاضل ممبران ہیں وہ اس میں اگر کوئی اپنی تجویز بھی دینا چاہتے ہیں تو بالکل وہ سامنے آنی چاہیے اور on record ہونی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بلال صاحب، جب کمیٹی میں جا رہا ہے تو میرے خیال میں اس پر کمیٹی میں بات ہونی چاہیے۔

سینیٹر بلال احمد خان: کمیٹی میں تو صرف شہادت اعوان صاحب جائیں گے باقی ممبران کو کیا پتا لگے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو بھی اس کمیٹی میں بلا لیں گے۔ خلیل صاحب! آپ، بلال صاحب، دنیش صاحب اور وقار مہدی صاحب اگر آپ سب کمیٹی کے ممبران نہ بھی ہوں تو بھی کمیٹی میں جائیں گے۔جی خلیل صاحب۔

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین! جو GSP+ status ہے اس کے لیے ہم نے re-apply کرنا ہے یا.what so ever اس کے بغیر ہمیں یہ نہیں ملے گا۔ So we will not get GSP+ status without it if we come to all these 27 conventions. اس لیے مجھے یہ بات کرنی ضروری ہے کہ پتا نہیں کمیٹی میں کتنی دیر لگے گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جب یہ کمیٹی میں جائے گا۔ جتنے ممبران اس کمیٹی میں جانا چاہتے ہیں ہم ان کو اس کمیٹی کا حصہ بنائیں گے۔ وہاں پر آپ سارے ممبران تفصیلی بات کر لیں۔

Senator Khalil Tahir: Sir, with due respect, I am in the Committee, no problem.

میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ انہوں نے بچوں میں narcotics کے بارے میں جو جواب دیا ہے۔ یہ کہاں سے آتی ہے اور کون اسلام آباد میں لاتا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ کوئی institution نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے کہہ رہا ہوں کہ we are the signatory of the CRC International Covenant. جو Generalised System Preferences ہے وہ ہم نے لینا ہے۔ اس میں ہماری export free ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: خلیل صاحب! آپ کی بات آ گئی۔ جی، درانی صاحب۔

Senator Shahzaib Durrani: Sir, with due respect to what you have recommended to the Committee, that's a very good thing. But what I would suggest is that you take at least three supplementary questions

تاکہ کچھ لوگوں کی یہی پر clarification ہو جائے گی and at the end of the third question you will say that it is referred to the committee. تو بہت ساری چیزیں یہیں پر clear ہو جائیں گی بجائے کہ اس دن ہم میں سے کتنے لوگ available ہوں گے، کسی کی commitment کہیں اور ہو گی۔ کوئی کسی اور کمیٹی میں جائے گا۔ تو یہ بہتر ہے کہ آپ یہاں پر at least rules کے مطابق تین ضمنی سوالات لے لیں باقی remaining questions کو آپ recommend کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، بلال صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں نے معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ جو پہلی بار 2018 میں Institute بنا ہے اس کا criteria کیا ہے۔ کن بچوں کو اس Institute میں لیا جاتا ہے۔ جس طرح شہادت اعوان صاحب نے کہا کہ سگنل پر کھڑے بھیک مانگنے والے بچوں کے بھی سرپرست ہوتے ہیں بلکہ ان کے بہت بڑے سرپرست ہوتے ہیں جو پورا ایک نظام چلاتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں

ان سے پوچھ کر ان بچوں کو ان سینٹرز میں داخل کیا جاتا ہے یا اس کے علاوہ جو باقی بچے ہیں، جیسا کہ یتیم ہے یا ان کا کوئی سرپرست نہیں ہے ان کو داخل کیا جاتا ہے۔ اس کا criteria بھی بتایا جائے۔

جناب عقیل ملک: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ، لیکن میں دوبارہ گزارش کروں گا سوال کا جواب تو میں آپ کو بالکل دے دیتا ہوں لیکن گزارش ہوگی کیونکہ جو اس سوال کے mover ہیں۔ انہوں نے خود جو سوال put کیا ہے وہ خود اس بات پر آمادہ ہیں کہ کمیٹی میں جائے اور کمیٹی میں اس پر سیر حاصل بحث بھی ہو۔ جو دوسرے معزز ممبران اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں I am sure اگر آپ ان کو as special invitee کے طور پر بلائیں تو بالکل وہ بھی شامل ہو جائیں گے۔ اس کا mandate بالکل قانون میں دیا گیا ہے۔ جو services یہ provide کر رہے ہیں وہ سوال کے جواب میں بھی ہم نے in detail بتا دیا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ منسٹر صاحب! اس کو متعلقہ کمیٹی میں refer کر دیں اور جو ہمارے سینیٹرز صاحبان اس کا حصہ بننا چاہتے ہیں ان کے نام بھی کمیٹی میں شامل کر دیں۔ اس کو کمیٹی میں refer کر دیں۔ شکریہ۔

Question No. 33, Senator Syed Ali Zafar.

(Q. No. 33)

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ feasibility study کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ ایک feasibility study بنائی گئی تھی جو جنوری 2026 میں complete ہوگی۔ یہ شروع کب کیا گیا تھا اور feasibility study کا order کب final ہوا تھا اور کتنی اس کے اوپر رقم لگائی گئی تھی۔ یہ دو ضمنی سوال ہیں۔ اگر مجھے جواب دے دیں تو میرا یہ سوال complete ہو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، منسٹر صاحب۔ (جاری ہے---T03)

T03-07Nov2025 Rafaqat Waheed/Ed: Mubashir 11:20 am

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

جناب عقیل ملک: جناب! معزز سینیٹر صاحب کا جو سوال ہے، اس میں ظاہر بات ہے کہ جواب انہوں نے دیکھا ہے اور وہ اس بات پر agree کر رہے ہیں کہ اس کی study جنوری 2026 میں مکمل ہو گی۔ اس کا جو cost break down ہے، اس میں I can get back to you with the details. اگر آپ اس میں کوئی اضافی سوال ڈالنا چاہتے ہیں تو ڈال سکتے ہیں۔ سوال کے اندر آپ نے بات کی ہے کہ اس کا present status کیا ہے اور کب تک وہ مکمل ہو گا۔ اس کے ساتھ اضافی آگے جو چیز ہے، کیونکہ cost break down کے بارے میں بات نہیں کی گئی اور نہ ہی further details کی بات کی گئی۔ میں گزارش کروں گا کہ یا تو میں آپ کو خود اس کی تمام details دے دوں یا پھر آپ اس میں اضافی سوال ڈال دیں۔ آپ کے دونوں سوال بالخصوص کہ یہ شروع کب ہوا اور اس کے ساتھ اس کی اب تک exact cost کتنی آ چکی ہے، وہ میں آپ کو provide کر دوں گا۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں نئے question میں ڈال دوں گا لیکن میں نے اس سوال میں بھی details thereof لکھا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جتنی details ہیں کہ کتنی cost ہے اور کب شروع ہوا۔ بہر حال، اگر آپ کے پاس اس وقت نہیں ہے تو آپ next question میں ڈال کر بھیج دیجیے گا۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ابڑو صاحب۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: چیئرمین صاحب! آپ ذرا ruling دیں کہ آج منسٹر کیوں نہیں آئے۔ ہم نے صرف یہ پتا کرنا ہے۔ یہ question hour ہے اور متعلقہ منسٹر نہیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بالکل، آپ کی بات صحیح ہے کہ متعلقہ منسٹر کو موجود ہونا چاہیے لیکن آئین کے تحت منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ جواب دے رہے ہیں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: چیئرمین صاحب! متعلقہ منسٹر موجود نہیں ہیں۔ اگر اسی طرح ہاؤس چلانا ہے تو پھر یہ ایک بڑی serious بات ہے۔ ہم تو چاہ رہے تھے کہ آپ اس پر کوئی ruling دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل، متعلقہ منسٹر کا ہونا ضروری ہے لیکن آپ دیکھیں کہ منسٹر ہیں اور department کی طرف سے آئے ہوئے ہیں، آپ کو جواب مل رہا ہے۔ جب بھی کوئی متعلقہ منسٹر ہوگا، لازمی آئے گا۔ ہم یہی کہیں گے کہ متعلقہ منسٹر کسی میٹنگ میں ہوں گے۔ ابڑو صاحب! ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میرے خیال میں تین چار منسٹرز بیٹھے ہیں، جواب تو وہ دیتے ہیں اور دیں گے بھی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جیسے اس میں لکھا ہوا ہے کہ feasibility جنوری 2026 میں مکمل ہوگی، اس کا consultant, NESPAK ہے۔ پچھلے سیشن میں بھی یہ discuss ہوا تھا۔ اس وقت NESPAK کا MD کون ہے۔ پچھلے MD کو اگر ہٹایا گیا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا NESPAK کو privatize کیا جارہا ہے؟ اس صورت میں یہ 2026 تک کیسے feasibility بنائیں گے؟ میرا یہ سوال ہے۔ میں آپ کو تجویز دیتا ہوں کہ آپ اس matter کو کمیٹی کو بھیجیں۔ NESPAK پاکستان کا ایک بہت اہم ادارہ ہے، واحد consultancy company ہے جو پاکستان کو کما کر دے رہی ہے۔ اس نے دنیا میں کام کیے ہیں۔ اس وقت اس ادارے کو مکمل تباہ کیا جارہا ہے۔ اس معاملے کو کمیٹی میں بھیجیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہاؤس کے دوسرے دوستوں کو بھی کمیٹی میں بھیجیں، اس پر discuss ہونی چاہیے کہ MD کو جبری کیوں ہٹایا جارہا ہے اور اس ادارے کی privatization کیوں کی جارہی ہے۔ اگر ان کا ایسا کوئی پروگرام یا منصوبہ ہے تو ہاؤس کو بتائیں۔ اس معاملے کو کمیٹی میں بھیجیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: چیئرمین صاحب! میں پہلے تو disclaimer کردوں کہ نہ تو اس سوال سے علی ظفر صاحب کی کسی ہاؤسنگ سوسائٹی کا تعلق ہے اور نہ میرا کوئی پلاٹ یا ہاؤسنگ سوسائٹی ہے۔ یہ سوال بڑا ضروری ہے، اس لیے کہ اس ہاؤس کے اندر میں دس سال سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ جب بھی ہم لاہور جاتے ہیں، اگر آپ نے اپنے flood کو روکنا ہے، آپ نے اپنے water reservoirs کو بڑھانا ہے تو یہ بڑا ضروری ہے۔ اگر دس سال کی feasibility اب بنے گی تو یہ ڈیم کب بنے گا؟ اس وقت میری عمر 77 سال ہو چکی ہے، اور کتنے دن میں انتظار کروں گا کہ یہاں پر آپ واقعی کوئی ڈیم بنائیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

جناب عقیل ملک: دو اضافی سوال کیے گئے۔ چیئرمین صاحب! بات یہ ہے کہ چونکہ NESPAK کے متعلق کچھ details مانگی گئی ہیں، میں کہوں گا کہ NESPAK ایک بڑا ادارہ ہے، اس نے بڑے کام کیے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اضافی سوال ہے، اس معاملے کو کمیٹی میں نہیں جانا چاہیے کیونکہ اس کے mover سینیٹر علی ظفر صاحب نے میرے ساتھ اس بات پر agree کیا ہے کہ میں ان کو details provide کردوں گا۔ میں نے چونکہ نوٹ بھی کرلیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اگر کوئی ایسی چیز ہو تو یہ نیا سوال بھی ڈال دیں گے۔ جو بات اس سے concerning ہی نہیں ہے، کیونکہ ابھی تو صرف اس کی feasibility study جاری ہے، ابھی تو منصوبہ شروع بھی نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ feasibility میں جو چیزیں سامنے آئی ہیں، وہ اس جواب میں درج ہیں۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ NESPAK کے حوالے سے آپ کا کوئی سوال ہے تو بالکل اس کو جمع کروادیں، پھر ہم آپ کے سامنے تمام تر تفصیلات لے آئیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ fresh question جمع کروادیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں کہتا ہوں کہ اس معاملے کو کمیٹی کے پاس بھیجیں۔

جناب عقیل ملک: اگر ہر چیز کمیٹی کے پاس جائے گی تو پھر اس ہاؤس کا کیا کام ہے۔ اگر انہوں نے ایک MD کے حوالے سے یا organizational structure کے حوالے سے سوال کیا ہے، کسی vacant post کے متعلق سوال کیا ہے تو یہ ایک fresh سوال ہے۔ آپ fresh سوال جمع کروائیں، اس کا جواب دیا جائے گا۔ ہم جواب دینے کے پابند ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑو صاحب! آپ کا ایک سوال already آیا ہوا ہے۔ آپ کا اسی حوالے سے ایک سوال already جمع ہے تو وہ آرہا ہے۔ ٹھیک ہے جناب! آپ کا point آگیا ہے۔ جی دلاور خان صاحب۔

سینیٹر دلاور خان: چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ۔ آج کے سوالات اور جوابات اس طرح کے ہیں کہ جس طرح بندہ کہے کہ حکومت چاند تک روڈ کب بنارہی ہے۔ منسٹر صاحب اٹھتے ہیں، جواب کا اتا پتا معلوم نہیں، آج ہماری کابینہ کی میٹنگ تھی اور پرائم منسٹر صاحب یہی بتارہے تھے کہ چاند تک روڈ بنانا، ہماری ترجیحات میں ہے۔ اس طرح کی انٹ سنٹ باتیں کی جارہی ہیں، سوال گندم اور جواب چنا۔ اگر متعلقہ وزیر ہوں تو وہ to

the point جواب دیں گے۔ بعد میں chair کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ fresh question لے آئیں تو یہ کوئی مناسب رویہ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

جناب عقیل ملک: جناب علی ظفر صاحب! میں آپ کو بالکل جواب دوں گا۔ I have obviously undertaken on the floor of the House کہ آپ کے اس حوالے سے جو specifics ہیں، میں بالکل دوں گا۔ دیکھیں اگر سوال کا ambit اتنا wide کر دیا جائے اور fresh سوال آ رہے ہیں تو یہ ایک روایت بھی رہی ہے کہ اگر کوئی اضافی information جو available نہیں ہے یا اس سوال کے اندر نہیں ہے تو پھر آپ ایک fresh question جمع کروا سکتے ہیں۔ میں تو آپ کو جواب دینے کے لیے تیار ہوں لیکن اگر آپ NESPAK کے organizational structure کے متعلق پوچھ رہے ہیں کیونکہ محترم سینیٹر ابڑو صاحب نے یہ بات کی کہ اس کے MD کی سیٹ غالباً خالی ہے یا اس کے organizational structure کے بارے میں پوچھا تو یہ تو fresh سوال ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جواب نہ دیا جائے۔ آپ سوال جمع کروائیں، حکومت آپ کے سوالوں کے جواب دینے کی پابند ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ضمنی سوال کا scope بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ fresh question جمع کروا دیں۔ ابھی ہم اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ سوال نمبر 34، سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔ (جاری-----T04)

T04-07Nov2025 Abdul Razique/Ed: Shakeel 11:30 a.m.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: --(جاری)-- اس کے لیے آپ fresh question دے دیں۔ ابھی ہم اگلے سوال کی طرف جاتے ہیں۔ سوال نمبر 34۔ جی سینیٹر علی ظفر صاحب۔

(Q.No.34)

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ جی سینیٹر علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: جو question میں نے پوچھا ہے، وہ بڑا اہم ہے۔ میرے خیال میں یہ اس حوالے سے ہے جو پاکستان کی ایک بڑی population کو affect کرتی ہے اور یہ pension کے متعلق ہے۔ اس میں یہ مسئلے ہوتے رہے ہیں کہ pension ملنے میں دیر اور اس کے confusions and issues سالہا سال resolve نہیں ہوتے تو جو pensioners ہوتے ہیں، وہ اور ان کی families problems face کر رہے ہوتے ہیں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ اگر اس میں لوگوں کے مسائل ہوں تو حکومت نے اس حوالے سے کون، کون سے ایسے institutions قائم کیے ہیں یا rules بنائے ہیں۔ جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے ہر Ministry میں pension cells بنائے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے ان pension cells کے حوالے سے کوئی rules بھی بنائے ہیں اور اگر بنائے ہیں تو وہ statistics بھی بتائیں کہ آپ نے کتنے مسائل resolve کیے ہیں اور ان کی timeline کا بھی کچھ بتایا گیا ہے۔ اگر timeline ہے اور اس میں وہ مسائل حل نہیں ہوتے تو کیا کوئی appellate forum بھی بنایا گیا ہے یا نہیں؟ تو میرا یہی سوال ہے کیونکہ میرے خیال میں یہ ایک انتہائی اہم قانونی نکتہ بھی ہے۔ میرے سوال کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اگر ایک شخص کے pension کے مسائل ہیں اور وہ کسی pension cell میں جاتا ہے تو وہ کون سے rules کے تحت وہاں جاتا ہے، اس کے فیصلے میں کتنا وقت لگتا ہے اور اگر فیصلہ وقت پر نہیں ہوتا یا اس کے خلاف اس کے کوئی grievances ہیں تو اس کا کوئی appellate forum بنا ہوا ہے یا نہیں۔ تو منسٹر صاحب یہ جواب دے دیں کہ rules بنے ہیں یا نہیں، timeline ہے کہ نہیں اور کوئی appellate forum بنایا گیا ہے یا نہیں؟ یہ منسٹر صاحب کی relevant Ministry ہے اور میں ان کے جواب سے satisfied بھی ہو جاؤں گا، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب، مجھے ایک منٹ دے دیں۔ یہ ایوان مہمانوں کی گیلری میں موجود The City School, IB Bahria Jupiter, Islamabad کے طلباء اور اساتذہ کو خوش آمدید کہتی ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب عقیل ملک: معزز سینیٹر علی ظفر صاحب خود ایک وکیل ہیں and with a wealth of experience that he has, of course, he understands that pension کے حوالے سے جو issues ہوتے ہیں، ان کے لیے FST, وفاقی محتسب یا دیگر اور ادارے ہیں کیونکہ primarily under Article 212 of the Constitution, اس حوالے سے competent forum Federal Service Tribunal ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی issues and complaints

آتی ہیں تو Federal Ombudsman کا forum بھی موجود ہوتا ہے۔ اس کے بعد pension matters پر Supreme Court final appellate forum ہے۔ سینیٹر صاحب نے pension cells کی بات کی۔ بالکل ہم نے Ministries and Divisions میں اور ساتھ، ساتھ AGPR میں بھی یہ cells establish کیے ہیں۔ Normally یہ ہوتا ہے کہ اگر pension کی کوئی grievance ہے تو آپ وفاقی محتسب جاسکتے ہیں یا کوئی delay ہے تو آپ AGPR جاسکتے ہیں and obviously, mechanism within AGPR is by means of an application. آپ درخواست دیتے ہیں اور آپ کی grievance کو attend کیا جاتا ہے۔ سینیٹر صاحب نے Ministries میں بننے والی pension cells کے متعلق مزید سوال پوچھا۔ جو متعلقہ Finance Sections ہیں، وہ ان کے ساتھ attached ہیں اور specially with regard to the further details and figures of disposal of cases, وہ ابھی میرے پاس نہیں ہیں۔ میں انہیں exact number of disposal of grievances in different Ministries, Divisions, Attached Departments along with AGPR provide کر دوں گا، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ اس حوالے سے کوئی rules ہیں یا نہیں۔ اگر rules ہیں تو اس میں کیا timeline دی گئی ہے کہ کس طرح apply کریں گے اور کتنے دنوں میں فیصلے ہوں گے۔ میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ اس کا کوئی appellate forum ہے بھی یا نہیں۔ Maybe Minister sahib کے ساتھ details نہ ہوں لیکن ان کے سیکرٹری تو آئے ہوں گے۔ چونکہ یہ سوال pensions کے بارے میں ہے اور اتنا اہم ہے تو جو relevant Ministry ہے، ان کے officials آئے ہوں گے اور ان کے ساتھ details ہوں گی۔ بے شک cases کی details آپ بعد میں دے دیجیے گا لیکن یہ سوال کہ rules ہیں یا نہیں، appellate forum ہے یا نہیں اور timeline دی گئی ہے یا نہیں، میرے خیال میں یہ details پورا ایوان جاننا چاہے گا، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب، میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں pensioners کے لیے کوئی ایک advisory council بھی نہیں ہے اور یہ پاکستان کے ایک senior citizen کا اہم مسئلہ ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ district level پر pensioners کے لیے کوئی facilitation desks نہیں ہیں۔ تیسری بات یہ کہ جو Ministry/Divisions ہیں، ان میں کوئی focal person نہیں ہے اور اگر ہے تو ان کے لیے کوئی timeframe نہیں کہ ایک ہفتہ یا پندرہ دن میں ان کی grievance کا جواب دیا جائے گا۔ یہ facility کہیں پر موجود نہیں ہے۔ جو جواب دیا گیا ہے، یہ اس حوالے سے ہے کہ اگر کوئی آدمی وفاقی محتسب اور AGPR کے پاس case or complaint کرنا چاہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ بتائیں کہ senior citizens کو facilitate کرنے کے لیے حکومت نے آج تک کیا قدم اٹھائے ہیں یا آئندہ ان کی facilitation کے لیے کیا قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر اعظم خان سواتی کا بھی اس حوالے سے سوال ہے۔ وہ کر لیں پھر منسٹر صاحب اکٹھا سب کا جواب دے دیں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب، یہ سوال بڑا اہم ہے کیونکہ سینیٹر علی ظفر صاحب نہ صرف وکیل ہیں بلکہ jurist بھی ہیں اور پورا command رکھتے ہیں۔ .The question was very pertinent میں خود admit کرتا ہوں کہ ہماری حکومت میں بھی pensioners کا ایک بڑا backlog تھا جسے ہم ختم نہیں کر سکے۔ اب اگر یہ Form-47 حکومت کے تحت آئے ہوئے ہیں تو بتائیں کیونکہ گیدڑ سنگھی تو انہی کے پاس ہے۔ یہ بتائیں کہ انہوں نے ایسا کیا miracle کیا ہے جس کی وجہ سے اتنی بڑی آبادی کا اتنا بڑا بنیادی مسئلہ حل کرنے کی کوئی کوشش کی ہو اور اس کے کوئی نتائج سامنے آئے ہوں۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ اگر ایسا کچھ نہیں ہے تو منسٹر صاحب بڑے competent ہیں، بے شک وہ کچھ وقت لے لیں اور اس کے بعد کم از کم House کو enlighten کریں کہ انہوں نے ایسا کون سا کام کیا ہے کہ اتنی بڑی آبادی میں pensioners کے جو مسائل تھے، وہ کم ہوئے ہیں، زیادہ نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔ ابھی سینیٹر فوزیہ صاحبہ بھی سوال کریں گی؟ Sorry ایسے نہیں ہو سکتا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ابڑو صاحب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میرا منسٹر صاحب سے question یہ ہے کہ یہ جو trend ہے، تکلیف دہ ہے کہ اگر کوئی ممبر question پوچھتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ pertinent نہیں ہے۔یہ استحقاق ممبر کا ہے کہ وہ جو بھی سوال پوچھے۔ آپ جواب دیں جو آپ کو دینا ہے۔ جو Opposition Senator ہے، ان کی authority پر انہیں بڑا شک ہے۔ منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ہاں جی سینیٹر علی ظفر صاحب بڑے منجھے ہوئے وکیل ہیں تو کیا آپ کے نہ کہنے سے وہ ایسے نہیں ہوں گے۔ وہ وکیل اور بیرسٹر ہیں۔ آپ State Minister ہیں اور آپ کو Federal Minister سے زیادہ brief بھی کر رہے ہیں اور ہمیں آپ کی قابلیت کا پتا بھی ہے۔ میرا سوال یہ ہے اور میں پوچھوں گا تو کہا جائے گا کہ یہ pertinent نہیں ہے۔پورے پاکستان میں issues of pensioners میں سے ایک بڑا issue refund of insurance ہے۔ جب ان کی job ہوتی ہے تو یہ ان کی تنخواہ سے کٹتی ہے۔ تقریباً پچھلے چار سال سے یہ مسئلہ ایوان میں پیش ہو رہا ہے، مختلف کمیٹیوں میں بھی آیا ہے اور اس وقت Power Committee میں بھی آیا تھا۔ میرا question یہ ہے کہ وہ pensioners جن کی refund of insurance کا مسئلہ ہے، اس کا status کیا ہے؟ جب ان کی job تھی تو وہ companies جنہوں نے اربوں روپے ان کی تنخواہ سے deduct کیے ہیں، انہیں وہ پیسے کب واپس ملیں گے؟ اس حوالے سے حکومت کی پاس کوئی پالیسی ہے؟ انہوں نے کوئی legal forum بنایا ہے اور اگر بنایا ہے تو کب تک ان کے issues حل ہوں گے۔ وہ غریب لوگ ہیں۔ ان کے پیسے واپس کیے جائیں۔ Insurance کا یہ اصول ہوتا ہے اگر آپ کسی بھی company میں جاتے ہیں تو اس کے maturity کے بعد انہیں refund ملتا ہے۔۔۔

(جاری T05)

T05-07Nov2025 Taj/Ed. Khalid 11:40 a.m.

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: (جاری۔۔۔) تو اس کی maturity کے بعد ان کو refund ملتا ہے۔ پاکستان میں یہ پہلا کام ہے کہ petitioner کو refund نہیں ملتا۔ کیا اس پر کوئی پالیسی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آگیا۔ جی وزیر صاحب۔

بیرسٹر عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون وانصاف) : جناب چیئرمین! بہت سارے سوال ہیں اور اضافی سوال ہیں۔ظاہر ہے کہ public importance کا یہ issue ہے۔اس میں سب سے پہلے، جو Civil Servants Pension Rules ہیں وہ 1977 کے ہیں اور وہ specific set of rules ہیں جو پنشن کے تمام معاملات کو regulate کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ایک manual بھی ہے جو pensioners کے procedure کو تمام issues کے حوالے سے باقاعدہ طور پر outline کرتا ہے۔جہاں پر یہ بات کی گئی کہ کیا کوئی focal person ہے۔ بالکل، وزارتوں میں Facilitation Desk ہے، ظاہری بات ہے کہ ہم نے اس کو establish کیا ہے اور ان ہی Civil Servants Pension Rules, 1977 کے تحت ہی وہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد insurance کے حوالے سے جو دیگر سوالات ہیں تو میں بالکل اس پر آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ یہ نیا سوال بنتا ہے کیونکہ insurance کی تفصیلات ابھی میرے پاس موجود نہیں ہیں۔اگر آپ fresh question ڈالیں تو میں آپ کو جواب دینے کا پابند ہوں اور میں بالکل تمام تر تفصیلات آپ کے سامنے رکھوں گا کہ اگر کوئی کٹوتی ہوئی ہے، اگر ان کی کوئی contributions ہیں تو where it actually stands right now, کہاں پر تمام تر معاملہ ہے، اگر ان کی کوئی contributions ہیں، وہ کٹی گئی ہیں تو اس کا کیا فائدہ ہو رہا ہے۔ یہ تمام چیز میں share کرنے کا پابند ہوں لیکن fresh question ڈالیں تاکہ میں وہ تمام تفصیلات متعلقہ محکمے سے لے کر آپ کے سامنے رکھ سکوں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جو mover ہوتا ہے وہ پہلا سوال کرتا ہے، اس کے بعد ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ جو بھی سوال ہوتا ہے تو متعلقہ وزیر اس کا جواب دینے کا پابند ہوتا ہے۔ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ issues of petitioner, یہ ایک ایسا issue ہے جو ہائی کورٹ تک گیا ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس میں ایک بات آتی ہے کہ supplementary question within scope ہونا چاہیے۔بس صرف یہ کہتا ہوں باقی تو بالکل آپ کا حق ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: یہ آپ کو غلط بتا رہے ہیں، یہ نیچے جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی شہادت اعوان صاحب نے کہا کہ یہ سوال کمیٹی کو بھیج دیں، سب نے کہا۔ اپوزیشن کا کوئی سینیٹر ہے تو نہیں، نہیں fresh question ڈال دیں، یہ غلط ہے، یہ trend نہ ڈالیں۔ آپ ستائیسویں ترمیم کرنے جا رہے ہیں، اتنے بڑے بڑے انقلاب لا رہے ہیں، تھوڑا سا دل تو بڑا کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آگیا۔ سوال نمبر ۳۵، سینیٹر پونجو بھیل صاحب۔

(Q. No. 35)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary question?

Senator Poonjo: Thank you Mr. Chairman. I have received a detailed answer from the concerned department. I have no more supplementary question.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ابڑو صاحب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: وزیر صاحب! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال میں کتنا پانی discharge ہوا ہے، کتنی ایکڑ فٹ ہونی چاہیے؟ ہمارا پورا صوبہ سندھ بنجر ہو جاتا ہے۔ IRSA Act کے مطابق کوٹری بیراج سے دس ملین ایکڑفٹ daily basis پر water flow ہونا چاہیے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کوٹری بیراج سے نیچے پانچ سالوں میں کتنا water flow ہے؟ ہمارا پورا صوبہ سندھ تباہ ہو گیا ہے۔ یہ IRSA Act ہے، قانون ہے۔ مجھے یہ تفصیل چاہیے کتنی ایکڑفٹ ہے؟ IRSA کے مطابق دس ملین ایکڑفٹ ہونا چاہیے۔ ہمارا پورا سندھ waterlog ہو گیا ہے۔ ہماری زراعت تباہ ہو گئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آگیا۔ جی وزیر صاحب۔

بیرسٹر عقیل ملک: بالکل، انہوں نے اپنے سوال کے ذریعے ایک اہم مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ جتنی بھی تفصیلات ہیں، وہ میں ان کو provide کر دیتا ہوں لیکن obviously concerned department, ministry سے specific details جو آپ کہہ رہے ہیں، وہ لا کر میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے صرف اتنا interject کرنا چاہتا ہوں، ابڑو صاحب میرے لیے بڑے محترم ہیں، دوست ہیں، بھائی ہیں لیکن یہ parliamentary tradition ہے کہ جو subject matter ہے اور جو confined subject matter ہے اس پر تو آپ سوال کرتے ہیں، off the cuff آپ جب بھی generally پوچھیں گے تو جناب! حافظ صرف قرآن پاک کے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہیں، وہ سینوں میں ہوتا ہے۔ کوئی بندہ facts and figures کا حافظ نہیں ہے۔ کون بتا سکتا ہے کہ کتنے لاکھ کیوسک پانی کس نہر میں اس وقت چل رہا ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھ کر آپ سوال ڈالیے، سر آنکھوں پر، جواب آئے گا۔ Government is accountable to the august House اور یہی اس کی سب سے بڑی خوبصورتی ہے۔ جناب! باقی ممبرز کے سوالات ہیں، وقت ان کا بھی قیمتی ہوتا ہے تو جناب! آگے لے کر چلیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بٹ صاحب۔

سینیٹر ناصر محمود: جناب! میں ایک چیز دیکھ رہاہوں آج ابڑو صاحب اور اپوزیشن کے لوگ ہر چیز پر اتناaggression دکھارہے ہیں جیسے پتانہیں ان کے دل میں کوئی اور چیز تھی۔ کوئی بھی سوال آتا ہے تو وہ اس کے لیے ضرور کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ میرے بھائی ہیں، آپ اس ماحول کو ٹھیک کریں۔ ایسی بات نہ کریں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑوصاحب! ابھی ان کو سنیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ بٹ صاحب! اگر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے توآپ پوچھیں۔

سینیٹر ناصر محمود: میں وہی بات کرلیتاہوں۔ دیکھیں یہ لگے ہوئے ہیں، صبح سے کوئی گولی کھاکر آئے ہیں، ان کاکام ہے کہ ہر سوال پر بول پڑتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑوصاحب! میں پوچھ رہاہوں کہ اگر آپ کا کوئی ضمنی سوال ہےتوپوچھ لیں۔ میں نےان کو ضمنی سوال کے حوالے سےfloor دیاہے۔ اگر آپ کا ضمنی سوال نہیں ہے تو مجھے پوچھنے دیں۔ مائیک سارے ساتھی مانگتے ہیں، ہمیں دیناہوتا ہے۔ جب میں نے بٹ صاحب کو مائیک دیا تومیں پوچھ لوں گا۔ ابڑو صاحب! پلیز۔ جی بٹ صاحب۔

سینیٹر ناصر محمود: میرا سوال ابڑو صاحب کے لیے ہے، میرا یہ سوال ہے کہ میں ایک گھنٹے سے بیٹھاہوں، آرام سے بیٹھاہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر ضمنی سوال ہے۔

سینیٹر ناصر محمود: یہی میرا ضمنی سوال ہے۔ ان کارویہ دیکھیں۔ بات تو کرنے دیں۔ ایک منٹ آپ نے میری بات نہیں سنی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہم اس ایوان کے تقدس کاخیال رکھیں۔ سوال نمبر۳۶، سینیٹر پونجو بھیل صاحب۔

(Q. No. 36)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary question?

سینیٹر پونجو: جناب! مجھے یہ جو detail دی گئی ہے کہ پانچ سالوں میں تھرپارکر میں جو small dams بنے ہیں۔ جناب! House کو تو in order کریں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو دس ڈیم بنے ہیں۔

(جاری۔۔۔T06)

T06-07Nov2025 Ali/Ed: Shakeel 11:50 pm

سینیٹر پونجو بھیل: (جاری ہے۔۔۔۔۔) جناب! اس میں میرا supplementary question یہ ہے کہ یہ جو دس dams بنے ہیں، وہ dams کس نام پر ہیں اور کن کن جگہوں پر ہیں؟ Kindly اس کا reply دیا جائے۔ supplementary.

جناب عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف): جو honourable سینیٹر صاحب کا سوال ہے، اس میں بالکل 16 dams کی تمام تر تفصیلات ہم نے Annexure-A میں دے دی ہیں اور اس کے ساتھ وہ تمام dams جن کے نام small dams کے حوالے سے ہم نے serial number 1 پر لکھا ہے، اگر آپ Annexure میں جو جواب ہم نے دیا ہے، اس پر واضح طور پر ان کی locations بھی ہیں، ان کی capacity بھی ہے، ان کی cost بھی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا status کیا ہے، کہ کیا وہ ongoing ہیں یا completed ہے۔ یہ تمام تفصیل Annexure-A میں درج ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب وہ بھی میرا خیال ہے، بالکل آپ کو موقع دیں گے۔ جی پونجو بھیل صاحب۔

سینیٹر پونجو بھیل: کہ جو mover ہے وہ کتنے questions put کر سکتا ہے؟ Supplementary total questions کتنے ہوتے ہیں؟ ایسا نہ ہو کہ ایک mover آئے اور ہر سوال پر question put کرتا رہے، تو میرے خیال میں اس کی practice محدود ہونی چاہیے۔ جو detail دی گئی ہے کہ Densi Kundal Dam پر کتنا area irrigated ہو رہا ہے؟ کیا یہ تفصیل بتا سکتے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: وزیر صاحب توجہ تو دیں، میرا آپ سے یہ question ہے کہ تھر پار کر میں اتنے چھوٹے بڑے dams بنے ہیں اور جس میں کہا گیا ہے کہ مجموعی طور پر تقریباً ایک لاکھ اٹھائیس ہزار چھے سو acre feet پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔ تو کیا وزیر صاحب آپ کو زمینی حقیقت کا علم ہے کہ ابھی تک وہاں پر پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے؟ تھر پار کر ایک ضلع ہے۔ Dam complete ہونے کے بعد کیا ایسا تو نہیں کہ جہاں dam بنائے گئے ہیں وہاں پانی کا نام و نشان ہی نہیں، صرف ایک کھڈا کھودا گیا ہے؟ please اس پر respond کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دورانی صاحب، آپ کا بھی اسی سے related ہے؟ تو یہ جواب لے لیں، اس کے بعد آپ کو دے دوں، please Sir.

سینیٹر شاہ زیب درانی: آپ کہیں پر بھی لا سکتے ہیں، actually یہ rules ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب. please.

سینیٹر شاہ زیب درانی: جناب چیئرمین صاحب، یہ میرے ہاتھ میں ہے یہ Senate of Pakistan Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 اور ہم سب اسی کے ماتحت ہیں۔ اسی کتاب کے تحت ہم نے یہ House چلانا ہے، by the book we have to be, we cannot go out of this book. So actually, یہاں پر Rule No. 57 کہتا ہے، جو میں پڑھ رہا ہوں،

When a question has been answered, any member may ask such supplementary questions as may be necessary for the elucidation of the answer. For the elucidation of the answer, you cannot go out. But the chairman shall disallow, the chairman shall disallow any supplementary question which, in his opinion, either infringes upon any provision of these rules relating to the subject matter and admissibility of the questions or is irrelevant or is beyond the scope of the questions or does not arise out of the answers given and it is written below,

provided further that the supplementary question shall be short and precise and shall not be in the form of a speech.

یہاں لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، ایک تو وہ irrelevant questions ہوتے ہیں، beyond the scope ہوتے ہیں، اور اس کے بعد ہم انہیں تقاریر کی صورت میں پیش کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ باقی معزز ممبران جو یہاں بیٹھے ہیں ان کے سوالات رہ جاتے ہیں۔ ہم نے ہر دفعہ یہ practice دیکھی ہے۔ تو برائے مہربانی چیئرمین صاحب، اس House کو rules کے تحت چلانا چاہیے۔ تین questions ہیں،

It should be short, it should be precise, and it should be concerned related to the question. Out of box, out of scope, irrelevant questions should not be allowed. Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ۔ Mic on کر دیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: Mic on کر دیں۔ I don't know what's wrong. What's wrong over there میں نظر نہیں آتی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Mic on ہے، آپ کے ساتھی آپ کو موقع دیں تو میں آپ کو دے دیتا ہوں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: اس میں یہ ہے کہ انہوں نے one part پڑھا ہے، اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ Provided further that a supplementary question shall be short and precise and shall not be in the form of a speech. Fine, but it does not say کہ اگر کوئی ایک بات کرتا ہے تو یہاں پر ہمارے treasury benches والے بڑے آرام سے کہہ رہے ہیں کہ اس بندے کو نکالیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ supplementary question پر آئیں۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: جی یہ میرا supplementary نہیں میرا calling attention ہے، کیوں انہوں نے اس طرح کی بات ہمارے honourable Senator کو کی۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ آپ کا supplementary ہے؟

سینیٹر فوزیہ ارشد: کیونکہ انہوں نے اس طرح کہا ہے کہ اگر وہ بات کر رہے ہیں تو انہیں باہر کر دیں، کیوں؟ ایسا کیوں کہا انہوں نے؟ اور آپ نے ان کی بات کو کیوں نہیں address کیا؟ how can he use such a thing? کیوں انہوں نے individual اور اس کا۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

جناب عقیل ملک: جناب چیئرمین، بات یہ ہے کہ جو mover کا supplementary question تھا وہ مجھے سمجھ ہی نہیں آیا، amidst all of this chaotic situation تو یہاں پر کم از کم ہم جواب دینے کے لیے آئے ہیں، ہمیں کم از کم clarity کے ساتھ آپ کا جو سوال تھا۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر صاحب آپ اپنا supplementary دوبارہ بول دیں۔

سینیٹر پونجو بھیل: شور زیادہ تھا، اس لیے بات سمجھ نہیں سکے۔ لیکن میں ان سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ چار نمبر پر ہمارا ہے Densi Kundal Dam, اس پر میرا یہ سوال تھا کہ total کتنی زمین irrigate ہو رہی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

جناب عقیل ملک: اس میں already ہم نے Annexure-A درج کیا ہے، جس کا فائدہ کونڈل ڈیم کے 640 acres پر ہے۔ ان کا جو سوال تھا اس کی information اسی پر درج ہے۔ اس کے علاوہ جو overall یہ ADP اور PSDP کے through schemes جو ہیں، اور ان schemes کی total 27 number ہے۔ ان کی total cost 4513.446 Millions ہے۔ ان کی total storage capacity 13600 acre feet ہے، اور total irrigated area 25148 acre ہے۔ تو یہ تمام details ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! مجھے کوئی speech کرنے کا شوق نہیں ہے۔ کافی دوستوں کو تکلیف اور دکھ ہوتا ہے، اگر کوئی سوال پوچھتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابڑو صاحب please, آپ supplementary پر آجائیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: وہاں بیٹھ کر آپ نے لوگوں کو یہ بتایا کہ ابڑو speech کر رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں سب کو موقع دے رہا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تمام دوستوں کو موقع ملے۔آپ supplementary کر لیں، باقی questions بھی ہیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: آدھا منٹ، آپ کے تین officers بیٹھے ہیں، ان کو کہیں کہ آپ کو قانون پڑھ کے بتائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مجھے قانون کا پتا ہے۔ابڑو صاحب بات سنیں مجھے قانون کا پتا ہے کہ کہ جب آپ کا question آتا ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: یہ کون بتائے گا کہ جب آپ کی کوئی چیز speech ہے یا سوال ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ابڑو صاحب موقع دیں، میں پڑھ دیتا ہوں، آپ نے سوال پوچھا ہے، میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔آپ کو دوبارہ floor دیتا ہوں، ذرا وزیر صاحب جواب دے دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں پڑھ دیتا ہوں تا کہ سب کی آسانی ہو جائے۔ Rule 57 deals with Supplementary

ابڑو صاحب آپ کی Question its reads, When a question has been answered, any member may ask such supplementary question as may be necessary for elucidation of the answer 1, but the Chairman shall disallow any supplementary question which in his opinion, either infringes any provision of these rules relating to subject matter and or is invisibility of question کہ آپ نے رہنا ہے اسی کے بیچ میں، Or is irrelevant وہ بھی disallow کریں گے،

کہ or does not arise out of the answer given، جو پوچھا گیا ہے، beyond the scope of question

جو جواب دیا گیا وہ اس سے باہر چلا گیا proviso ہے اس کا، provided that not more than three

supplementary questions shall be asked in respect of any question آگے چلتے ہیں۔
Provided further that member who has given notice for asking the question shall

have the right to ask the first supplementary پھر آگے چلتے ہیں۔ (جاری ہے-----)

T07–07Nov2025 Imran/ED: Mubashir 12:00 pm

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: (جاری ---) آگے چلتے ہیں، provided further that member who has given

notice for asking the question shall have the right to ask the first supplementary. پھر

آگے چلتے ہیں، provided further that a supplementary question shall be short, precise and

shall not be in form of a speech. جناب! میری استدعا ہے کہ یہ بہت بڑا موقر ایوان ہے اور ہم نے یہیں آ کر سیکھا ہے۔ میں پہلے دن جب آ کر وہاں بیٹھا تھا تو میں محترمہ شیری رحمان صاحبہ سے پڑھنے کے باوجود پہلے check کرتا تھا کہ کیا یہ بات کی جا سکتی ہے۔ کوئی حرج نہیں ہوتا، ہم ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں۔

ابڑو صاحب بڑے senior member ہیں اور میرے لیے قابل احترام ہیں۔ بٹ صاحب نے بھی بات کی۔ جناب! اگر ایک جگہ سے غلط ہو رہا ہے تو دوسری جگہ سے غلط نہیں ہونا چاہیے۔ یہ آپ کا prerogative ہے، Chair is the custodian of the House. آپ allow کریں یا نہ allow کریں، جناب! یہ میرا استحقاق نہیں ہے کہ میں کہوں کہ جی یہ کیوں نہیں ہے یا میں نے یہاں speech کرنی ہے یا میں یہ بات کروں گا۔ جناب! ایوان ایسے نہیں چلتے۔ آپ کی یہ live transmission جاتی ہے اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ یہ چھوٹی سی provision ہے جو 40-45 سیکنڈ میں پڑھ دی ہے۔ صرف یہ ہے کہ جب ہم oath لیتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ میں ایوان کا تقدس برقرار رکھوں گا، آئین اور اِن rules کے تابع چلوں گا۔ تو وہ لازم آپ پر بھی، وہ لازم مجھ پر بھی ہے اور آپ سب پر بھی ہے۔ اس

میں opposition یا treasury کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ Aisle کے دونوں جانب یہ کتاب ہمیں مقدس ہے کیونکہ یہ ہم نے خود بنائی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اپنا supplementary سوال کریں، منسٹر صاحب جواب دے دیں گے۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میرا supplementary سوال یہ ہے کہ جو نمبر چار پر چھ ڈیم ہیں، جو PSDP کے تحت بنے ہیں، یہ scheme کس سال میں start ہوئی تھی؟ اس کی 1,973 million cost تو لکھی ہوئی ہے اور یہاں column میں لکھا ہوا ہے کہ Ongoing. یہ start کب سے ہوئی تھی، اس کا completion time کیا تھا اور کب complete ہوگی؟ باقی ابڑو سے جان چھڑانے کے لیے آپ ایک کام کریں کہ یہاں آپ ایک ruling دے دیں کہ کوئی سوال یا question دس الفاظ سے زیادہ نہیں ہوگا تاکہ سب اُس کی پابندی کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آگیا ہے پلیز۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب عقیل ملک (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف): Honourable minister نے بالکل rightly point out کیا ہے اور اس کی جو تفصیل ہے وہ ہم ان کو in-writing provide کر دیتے ہیں کیونکہ جو تفصیل آ سکتی تھی اور جتنا possible تھا وہ ہم نے جواب میں لکھ دیا ہے۔ جو انہوں نے further details request کیں ہیں وہ ہم ان کو بالکل دے دیتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بٹ صاحب پلیز! آپ بیٹھ جائیں۔ سوال نمبر 37, جناب! یہ مجھے last question لینے دیں، اُس کے بعد بالکل آپ کو موقع دیں گے۔ Question No.37, سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

<u>Q.No.37</u>

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! Access to Justice ایک بنیادی حق ہے جو کہ Article 4, 9 and 10A جس سے ہم سب بخوبی واقف ہیں، access to justice اُس کا ایک حصہ ہے۔ سوال میرا یہ تھا کہ پچھلے تین سالوں میں کون سے funds اور کون سے projects ایسے ہیں جن کا Access to Justice سے تعلق ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ access to justice ایک fundamental right ہے اور اتنا بڑا fundamental right ہے کہ اُس کے بغیر کوئی بھی معاشرہ آگے ترقی نہیں کر سکتا۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ پچھلے تین سالوں میں اس حکومت نے access to justice پر کوئی بھی خرچہ نہیں کیا اور کوئی funds بھی access to justice کے لیے استعمال نہیں کیے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک بہت بڑا خلا اور gap ہے جو حکومت چھوڑ رہی ہے۔ آگے پیچھے آئینی عدالتیں اور آئینی benches بنانے میں تو دو یا تین دن لگتے ہیں لیکن جب access to justice کی بات ہوتی ہے تو پچھلے تین سالوں میں کوئی بھی funds نہیں لگائے گئے ہیں۔

تو میرا supplementary سوال یہ ہے کہ آگے آنے والے تین سالوں میں کوئی ایسے funds ہیں جو access to justice کے لیے allocate کیے گئے ہوں۔ میں جواب میں کوئی future میں مختلف buildings بنانے کی بات نہیں سننا چاہتا یا یہ بھی نہیں سننا چاہتا کہ کس جگہ پر infrastructure بنایا گیا، میں simply یہ سننا چاہتا ہوں کہ ,access to justice جس میں تین چیزیں ہیں جو ہر ایک کو پتا ہیں اور مجھے repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اُن تین چیزوں پر کیا کام ہونے جا رہا ہے؟ یہ میرا supplementary سوال ہے اور یہ بالکل rules کے مطابق سوال ہے۔ امید ہے کہ اس کا جواب دیا جائے گا

Rules کے بارے میں ایک اور بات کرتا چلوں کہ ابھی rules پڑھے جا رہے تھے تو جناب! میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ ہر سینیٹر کا سوال پوچھنے کا اپنا انداز ہوتا ہے اور جو Chair ہوتا ہے، وہ اُس کا فیصلہ ہوتا ہے کہ یہ سوال جو supplementary ہو رہا ہے یہ اُس سوال کی مد میں ہے یا یہ کوئی اور بات ہے جو کہ اُس سوال سے باہر ہے اور ruling ultimately Chair کی ہوتی ہے لیکن اُس میں آپ ایک standard rule نہیں بنا سکتے۔ Rules دروازے کھولنے کے لیے ہوتے ہیں، rules دروازے بند کرنے کے لیے نہیں ہوتے۔ ہر ایک کا مختلف style ہے۔ کوئی اونچی آواز میں بولتا ہے، کوئی زیادہ forcefully بولتا ہے اور کوئی شاید میری طرح بولتا ہو لیکن as long as اگر سوال relevant ہے تو Chair normally related view دیتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی. thank you آپ کا point آگیا ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: بہت شکریہ۔ یہ سینیٹر علی ظفر کا relevant question ہے اور چونکہ ہم دونوں کا تعلق اس پیشے سے ہے۔ اس کا جواب precisely تھا کہ 2001 میں Asian Development Bank کے تعاون سے ایک 'Access to Justice Programme' launch ہوا تھا جس میں ہم خود contribute کرتے تھے، rupee cover ہمارا تھا۔ وہ 2018 تک چلا۔ تو اُس particular programme کو 2018 میں بند کر دیا گیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو on our own development ہے وہ ہم نے بند کر دی ہے۔ تو اُس کے لیے کچھ تفصیلات میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اب۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر پلوشہ صاحبہ! پلیز آپ اپنی seat پر جائیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں صرف ایک منٹ لوں گا، ہم نے پچھلے چند سالوں میں، خاص طور پر 2022 میں جب میں نے یہ قلم دان سنبھالا اور بیچ میں caretaker time کا آٹھ ماہ کا وقفہ تھا اور اب والا ڈیڑھ سال یا سولہ ماہ بھی کر لیں تو اِس میں ہم نے کیا کچھ کیا ہے، میں وہ عرض کر دیتا ہوں۔ ہم نے جو عمارتیں یا buildings ICT میں بنائی ہیں، ہم انہیں claim نہیں کریں گے اور اُس کے بغیر ظاہر ہے کہ گزارا نہیں ہوتا۔ تو Lawyers Facilitation Center کا تقریباً 80% کام مکمل ہو چکا ہے۔ یہ سنٹر جو نئی District Courts بنی ہیں، اُن سے چار سو گز کی مسافت پر ساڑھے تین ایکڑ پر بن رہا ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے اندر جو complex ہے، جس میں Bar related وہاں libraries ہیں، وہاں پر Bar rooms ہیں، وہاں پر consultation rooms ہیں، وہاں پر دیگر facilities بھی ہیں، Law officers کے rooms ہیں۔ جناب! وہ دو projects ہیں جن کی تقریباً لگ بھگ مالیت چار سے پانچ ارب ہے۔ وہ on-going projects ہیں۔ دونوں ان شاء اللہ اِسی سال کے اختتام تک functional ہوں گے۔

جناب! ہم نے کچھ اور کام کیے ہیں جیسے کہ International Mediation and Arbitration Center (IMAC) domestically الحمدللہ launch ہو گیا ہے۔ وہ ہمارا ایک project ہے جو trainings بھی دے رہا ہے، جس نے

بلوچستان، خیبر پختونخوا، پنجاب اور سندھ میں جا کر وہاں کے Bar Councils اور وہاں کی Judicial Academies کے ذریعے Judges and lawyers کو training دی ہے۔ ہم اسلام آباد میں بھی اُس کی activity کرتے ہیں۔ Even اس ایوان کے معزز ممبران نے وہاں پر international experts سے training لی ہے۔

جناب! ہم نے ایک app 'The Pakistan Court' introduce کروائی ہے۔ اب ہم یہ بات دعوے سے کرتے ہیں کہ جتنے federal laws ہیں، آپ وہ Apple پر یا android پر download کریں۔ آپ year wise, subject wise nomenclature wise اُس کو access کر سکتے ہیں۔ وہ سارا کچھ watermarked ہے۔ اُس کی authenticity کو Ministry of Law and Justice guarantee کرتی ہے. and you can have a print as well. جناب! وہ app اب پاکستان میں لاکھوں لوگ، جن میں lawyers اور دیگر allied لوگ بھی شامل ہیں، وہ استعمال کر رہے ہیں۔

جناب! case management ایک بہت بڑا issue تھا۔ ہم نے UNDP کے ساتھ مل کر جس میں Canadian government ہماری partner تھی، ہم نے CAMS کے نام سے ایک project successfully complete کیا ہے۔ یہ Case Assignment and Management System ہے جو بتاتا ہے کہ اس وقت federal government کے حوالے سے کتنے مقدمات کس کس عدالت میں کس کس stage پر pending ہیں۔ ہر litigation officer اور court staff کی وہ ذمہ داری ہے کہ وہ case جب ہو جاتا ہے تو system میں جا کر feed کر دیتا ہے۔ اگر علی ظفر صاحب private party کی طرف سے ہیں اور دوسری طرف وفاقِ پاکستان ہے تو CAMS آپ کو بتا رہا ہوگا کہ اس case میں چھ پیشیاں ہوئی ہیں، stay ہے یا vacate ہو چکا ہے اور ابھی اس کی کیا stage ہے۔

جناب! ICT کی جو ساری libraries ہیں، وہ ہم نے e-libraries میں convert کر دی ہیں۔ جناب! Bars جو ہیں، وہ فراہمی انصاف کے لیے ایک جڑا ہوا حصہ ہے۔

(جاری ہے۔۔۔T08)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: (جاری۔۔۔) Bars جو ہیں فراہمی انصاف کے لیے وہ ایک جڑا ہوا حصہ ہیں۔ Access to justice کے لیے آپ کو جو ایک fundamental support ملتی ہے وہ lawyers کے ذریعے دی جاتی ہے۔ ان کی ایک organized activity ہے ہم سب کو معلوم ہے جن کو Bar Councils اور Bar Associations کہتے ہیں۔ ان کی capacity building کے لیے ان کی Libraries female lawyers کے لیے جو day care centres ہیں ان کے بیٹھنے کی آسان اور سہولت والی جگہ ہے۔ جناب چیئرمین! وفاقی حکومت دس کروڑ سے بارہ کروڑ allocate کرتی تھی۔ 2022 میں نے پہلی مرتبہ آ کر section 57 کے Bar Council Practitioners Act جو mandate ہے اُس کے تحت وہ amount وزیراعظم صاحب نے اور کابینہ نے پچاس کروڑ کی۔ اگلے سال ساٹھ کروڑ کی، اس برس ستر کروڑ ہے اور across the Pakistan میں نے اس کی ساری details جو ہماری National Judicial Policy Making Body ہے سپریم کورٹ آف پاکستان میں جس کے سربراہ Chief Justice پاکستان ہیں اور پانچوں High Courts کے Chief Justices اُس کے ممبران ہیں وہاں پر provide کی ہے۔

جناب والا! بلوچستان میں میرے معزز ممبران بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، سندھ interior کی ہوں یا far-flung بلوچستان کی میری کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہر جگہ پر پہنچے۔ اُس میں ہماری priority ہے کہ ان کی libraries کو computerize کرنا ہے اور دیگر training کی سہولتیں ہیں ان کے لیے ان کو آسانیاں میسر کرنا ہے۔ چوتھی چیز جو ابھی in process ہے وہ جو total records ہیں lawyers کے courts کے ساتھ connected ان کی digitization ہے۔ ہم نے خیبر پختونخوا میں شروع کر دی ہے۔ اُس کے لیے چھ کروڑ کی initial approval تھی وہ انھیں release کر دی ہے۔ اس میں سے amount 80% جو دیگر خرچ آئے گا، صوبائی حکومت اس میں contributory نہیں تھی کر رہی وہ ہم خود کر رہے ہیں۔

جناب والا! پہلا صوبہ ہوگا جو کہ پوری طرح digital ہوگا Bar Councils اور Bar Associations courts کے ساتھ connected ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سارے projects ہیں جو کہ ہم کر رہے ہوتے ہیں انصاف کی فراہمی، آئین کے mandate کے تحت ہماری ذمہ داری ہے۔ جو آپ کے سوال سے ایک ابہام تھا کہ Access to

Justice میں تین سال سے کچھ نہیں ہوا اور آئندہ بھی کچھ نہیں ہوا وہ اُس particular programme کا نام تھا جو ایک خاص period کے لیے تھا۔ اس میں پانچ سال extension ہوئی۔ جب وہ بھی ختم ہو گئی تو وہ کیونکہ funded programme تھا۔ وہ Asian Development Bank کا soft loan تھا۔ اب ہم اپنی گرہ سے کر رہے ہیں اور ان شاءاللہ العزیز یہ چراغ جلتے جائیں گے۔آپ کو جو میں نے کہا ہے کہ ہم نے digitization پر زیادہ توجہ دی ہے۔ ہم نے لوگوں کی capacity building پر توجہ دی ہے officers, lawyers and professionals کو train کرنے کے لیے کیونکہ حضرت اقبال نے وہ دریا کو کوزے میں بند کیا ہے کہ:

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ وخِشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

جناب والا! ہم buildings نہیں، ہم ذہن سازی کر رہے ہیں۔بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر دنیش کمار صاحب کوئی ضمنی سوال؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Mic on کر دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: Access to Justice کا مطلب یہ ہے کہ آپ کس طرح عام انسان کو ایک طرح سے انصاف تک پہنچنے کا وسیلہ دے رہے ہیں۔ ایک آپ ذریعہ دے رہے ہیں۔ اس کو آسان بنا رہے ہیں۔ یہ جو چیزیں ہیں کہ آپ library بنا دیں، lawyers کو پیسے دے دیں۔ یہ ساری ضروری ہیں لیکن Access to Justice کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ مجھے لگتا یہ ہے for the record اگرچہ اس کے اوپر میرا کوئی supplementary سوال تو نہیں ہے۔ لیکن for the record میں کہنا چاہوں گا کہ جو وزیر صاحب نے فرمائی چیزیں وہ کوئی بھی ایسی نہیں ہیں جو Access to Justice کو بہتر کر رہی ہوں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ for the record ابھی تک

پچھلے تین سال اور future میں بھی کوئی Access to Justice کے اوپر programme نہیں آ رہا۔ یہ میرا point of view ہے جو میں record پر رکھنا چاہوں گا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Justice authority جو اِن کے دور میں پرانا idea تھا۔ ان کے دور میں legislation ہوئی لیکن وہ بند تھی۔ اس کو revive کیا ہے۔ اُس کی appointments ہوئی ہیں۔ اب وہ ملک کی مختلف جیلوں کے ساتھ connect ہو کر free legal aid کی facility جو ہے وہ Federal Government کے platform سے جائے گی اور اس کے لیے کروڑوں کے funds جو ہیں ان شاءاللہ العزیز available ہیں۔ ہم نے کام شروع کر دیا ہے، عقیل ملک صاحب focal person ہیں۔ میں floor of the House پر بات کہہ رہا ہوں کہ جہاں کہیں کسی دوست کو یہ محسوس ہو کہ اس علاقے میں بھی جو local prison ہیں، اس کے ساتھ connect کیا جائے۔ صوبائی حکومتوں کو on board لے کر یہ service بھی ہم provide کر رہے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: جی، منسٹر صاحب۔ حقیقت میں بتائیں ویسے میں بھی آپ کے جواب سے یہ سمجھا تھا کہ 2018 میں یہ جو یہاں جواب لکھا کہ 2018 میں یہ programme ختم کیا گیا، مگر شکر ہے کہ آپ نے وضاحت کر دی کہ یہ programme ختم نہیں ہوا، ایک جو Asian Development Bank کا fund تھا۔ جناب والا! اب میرا ایک question بنتا ہے اسی سے کوئی نیا question نہیں ہے کہ انیس سال تک یہ ایک soft loan تھا۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ یہ کتنے اربوں کا تھا، کروڑوں کا تھا اور اِس کی واپسی کا کیا طریقہ کار ہے؟ پلیز یہ بتائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب، اگر سینیٹر بلال احمد خان صاحب کا سوال لے لیں تاکہ ایک ہی مرتبہ سوال کا آپ reply کر دیں۔ اس کے بعد wind up کر لیتے ہیں۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میرا سوال معزز منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ جیسے انہوں نے کہا کہ capacity building کے حوالے سے ہم اپنی government کے تحت اب مزید کام کر رہے ہیں تو میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ ہمارے fresh judicial magistrates, civil judges and additional session judges جن کا direct وکلا سے exam دے کر لیا جاتا ہے ان کی appointment سے پہلے training کا کوئی طریقہ کار ہے؟ کہ ان کو باقاعدہ جس طرح judicial academy بنی ہوئی ہے، اُس academy میں باقاعدہ ان کو training دی جاتی ہے اپنے اس منصب کے لیے؟ یا پھر جیسے ان کی appointment ہوتی ہے، very next day یہ لوگ کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں اور cases سننا شروع کر دیتے ہیں؟ ایسا ان کا کوئی plan ہے؟ اگر ہے تو بتائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آ گیا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر دنیش کمار صاحب ہمیشہ بڑے پتے کی بات پوچھتے ہیں۔ یہ soft loan ہی تھا، بہت subsidized تھا، اس میں grants بھی تھی اور ہمارا rupee cover بھی تھا۔ یہ چاروں صوبوں میں execute کیا گیا تھا۔ اس کی execution authorities جو ہیں وہاں پر وہ صوبائی حکومتیں اور مقامی High Courts تھیں۔ انہوں نے مختلف مدوں میں اور اس میں جو زیادہ کام ہوا وہ judicial complexes ہیں اُن کی حالت بڑی خراب تھی۔ انہیں شہروں سے باہر نکال کر اس کے علاوہ اسی میں video link کی صورتیں دی گئیں۔

جناب والا! ہم نے بھی ابھی recently اٹھارہ جیلوں کو video link کے ساتھ Federal Courts کو بلوچستان سے لے کر خیبر پختونخوا تک connect کیا ہے۔ ظاہر ہے کوئی ڈیڑھ دو billion dollar ہے as far as I recall لیکن میں تکّے بازی نہیں کروں گا، میں آپ کو amount ابھی پہنچا دوں گا۔ جو بلال مندوخیل صاحب نے کہا یہ اُس کے بارے میں ہے کہ چاروں صوبوں میں اب ما سوائے خیبر پختونخوا کے جو Provincial Judicial Academies ہیں اُن کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ پنجاب، اسلام آباد اور سندھ کی تو پوری طرح functional ہیں۔ وہاں پر جو نئے recruit ہوتے ہیں یعنی appoint ہوتے ہیں بذریعہ Public Service Commission and High Courts کا اپنا ایک mechanism ہے۔ اس میں مختلف جگہ پر مختلف models ہیں۔

ان کی تربیت کا انتظام ہے اور نہ صرف یہ کہ appointment سے پہلے بلکہ جہاں تک میرا اپنا experience ہے پنجاب میں ساتھ ساتھ ہر دو سال اور تین سال کے بعد ان کے جو refresher programmes ہیں، sessions level پر اور civil judges کے level پر وہ بھی جاری ہوتے ہیں۔ یہ ایک ongoing learning کا process ہوتا ہے وہاں پر یہ صورتحال ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Last supplementary ہے اس کے بعد Question Hour کو wind up کر لیتے ہیں۔ جی، سینیٹر اسد صاحب۔

سینیٹر اسد قاسم: جناب چیئرمین! بہت شکریہ: Question hours میں ہمیں 18 questions دیے جاتے ہیں۔ Discussion ہماری صرف تین سوالات میں ختم ہو جاتی ہے تو یہ کیوں کیا جاتا ہے؟ پیچھے ہمارے سوال رہ جاتے ہیں جو ہمارے questions put up ہیں وہ سب رہ جاتے ہیں۔ دو مہینے سے questions رہ رہے ہیں، call-up notices ہیں، وہ سب رہ جاتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ تو پھر members پر بھی depend کرتا ہے کہ پھر چھوڑ دے بولنے دے۔ ابھی سارا time تو اسی طرح ضائع ہو رہا تھا جو آج آپ کے سامنے تھا۔

سینیٹر اسد قاسم: جناب چیئرمین! دیکھیں Question Hour پر پھر ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا point آ گیا ہے۔

سینیٹر اسد قاسم: جناب چیئرمین! شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: [1]Question Hour is over. The remaining questions and their printed replied placed on the table of the House shall be taken as red. Order No.2-A.

Leave of Absence

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان نے بعض نجی مصروفیت کے بنا پر گزشتہ 354 اجلاس کے دوران مؤرخہ 10 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر ندیم احمد بھٹو نے بعض نجی مصروفیت کے بناپر گزشتہ 354 ویں اجلاس کے دوران مؤرخہ 3 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر محمد اعظم خان سواتی نے بعض نجی مصروفیات کے بناپر گزشتہ 353 ویں اجلاس کے دوران مؤرخہ 15 اور 19 اگست اور گزشتہ 354 ویں مؤرخہ 9 اور 10 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر بشریٰ انجم بٹ نے بعض نجی مصروفیات کے بناپر گزشتہ 354 ویں اجلاس کے دوران مؤرخہ 3، 9 اور 10 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

(جاری ہے---T09)

---

[1] *"The Question Hour is over. The remaining questions and their printed replied placed on the table of the House shall be taken as red.".*

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عبدالواسع صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر گزشتہ مکمل ۳۵۴ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر قراۃالعین مری صاحبہ نے بعض سرکاری مصروفیات کی بناپر گزشتہ ۳۵۴ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۳۰ ستمبر، ۶، ۹اور ۱۰اکتوبر کو شرکت نہیں کر سکی تھیں۔اس لیے انہو ں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عبدالشکور خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر گزشتہ ۳۵۴ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۰ اکتوبر اور حالیہ اجلاس میں ۴ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہو ں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر دوست محمد خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر گزشتہ ۳۵۴ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۶ اکتوبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہو ں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ نے بعض سرکاری مصروفیات کی بنا پر گزشتہ ۳۵۴ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۶اکتوبر کو شرکت نہیں کر سکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی سینیٹر خلیل طاہر صاحب۔ اعظم سواتی صاحب، میں نے سینیٹر خلیل طاہر صاحب کو point of order پر بولنے کا موقع دیا ہوا ہے، اس کے بعد آپ بات کر لیں۔ اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

Senator Khalil Tahir

سینیٹر خلیل طاہر: بہت شکریہ جناب چیئرمین! جناب میں ایک بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کے شہر نیو یارک میں نو فیصد اقلیت سے تعلق رکھنے والے ڈیموکریٹک امیدوار زہران کوامے ممدانی، جو یوگنڈا میں پیدا ہوئے تھے اور اس کے بعد یہ امریکہ منتقل ہو گئے تھے۔ دنیا میں پہلی مرتبہ نیو یارک کے مسلمان میئر منتخب ہوئے ہیں۔ میں اپنی طرف سے اور پورے ایوان کی طرف سے اس دعا کے ساتھ کہ کاش پاکستان میں بھی کراچی، لاہور، فیصل آباد، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بھی کوئی ان seats پر آسکے اور Article 91(3) کو بھی ختم کریں۔ میری آپ سے بھی یہ گزارش ہے اور میں اس دعا کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ 1039051 ووٹ لے کر پہلے مسلمان میئر منتخب ہوئے ہیں۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اعظم سواتی صاحب۔

<u>Point of order raised by Senator Muhammad Azam Khan Swati regarding the appointment of Leader of the Opposition in the Senate</u>

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ کاکڑ کی سلطنت جہاں سے سورج چڑھتا ہے اور جہاں وہ غروب ہوتا ہے وہاں تک ہے۔ آپ کو ہم نے اس کرسی پر بھیجا ہے تو کم از کم ہمارا تو کچھ خیال کریں۔ قانون اور procedure and process کا کچھ خیال کریں۔ میں نے گزارش کی تھی کہ اپوزیشن لیڈر کے بغیر آپ کا یہ ایوان نامکمل ہے۔ وزیر قانون صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے

ذرا پوچھیں کہ ان سے میں جو درخواست کر رہا ہوں وہ درست ہے یا غلط ہے۔ مہربانی کرکے آپ نے کہا تھا کہ میں چیئرمین سینیٹ صاحب سے پتا کر کے آپ کو بتاؤں گا تو بتائیں کہ اس میں کیا پیش رفت ہوئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب یہ purely House business ہے اور حکومت ظاہر ہے اس میں تیسرے فریق کے طور پر ہے۔ بالکل ہونا چاہیے اور Leader of the House نے بھی اس دن کہا تھا لیکن یہ practice میں، رواج، روایت اور تاریخ میں ہمیشہ چیئرمین یا سپیکر اس process کو جاری کرتے ہیں۔ انہی کی satisfaction ہوتی ہے کہ انہوں نے satisfy کرنا ہوتا ہے کہ اپوزیشن کے اکثریتی اراکین کن کو نامزد کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا قصہ بھی سنایا تھا کہ جب انہوں نے خود کو اپوزیشن لیڈر کے لیے پیش کیا، یعنی کہ ان کے اراکین نے کیا تو اس وقت ہمارے JUI(F) کے اراکین نے بھی put کیا اور اس process میں تاخیر بھی ہوئی، وقت بھی لگا۔

سواتی صاحب کا یہ کہنا سر آنکھوں پر کہ اپوزیشن لیڈر کے بغیر ایوان نامکمل ہے، رواجاً اور روایتاً یہ بالکل درست بات ہے لیکن ہم نے وہ دور بھی دیکھا ہے کہ جب اپوزیشن لیڈرز کو جیلوں میں ڈالا گیا اور ان کے production orders بھی نہیں ہوتے تھے۔ میں خود میاں شہباز شریف کا وکیل تھا، وہ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر تھے، شاذو نادر کوئی پانچویں اجلاس کے بعد ایک مرتبہ ان کا production order جاری ہو جاتا تھا اور وہ کرسی خالی رہتی تھی۔ میں نہیں کہتا کہ وہی ہونا چاہیے۔ بالکل یہ ایک پارلیمانی روایت ہے اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ جو Rules of Procedures ہیں ان کے مطابق یہ صوابدید اور اختیار کہ اس process کو culminate کس طرح سے کرنا ہے اور جو criteria ہے کہ to satisfy himself کہ یہ صاحب اپوزیشن کے majority command کرتے ہیں، یہ اختیار جناب پریذائیڈنگ آفیسر کا نہیں ہے، یہ چیئرمین سینیٹ کا اختیار ہے کیونکہ وہ available نہیں تھے اس لیے آپ نے ایوان کو بتا دیا۔ وہ آتے ہیں تو میری یہ استدعا ہو گی کہ جو جمہوری روایت ہے، جب وہ تشریف لاتے ہیں تو ان سے Chamber میں ملاقات کریں، ان سے discuss کریں، am sure I کہ اس کا کوئی اچھا حل نکل آئے گا۔ ہماری نیک تمنائیں اپوزیشن کے لیے ہیں کہ وہ اس process سے سرخرو ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب کافی دیر سے اپنی باری کے انتظار میں ہیں۔ جی ایمل ولی صاحب۔

(مداخلت)

Senator Aimal Wali Khan

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ایمل ولی صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب چیئرمین! یہ کیا ہے؟ چیئرمین صاحب، ان کو مجھ سے مسئلہ ہے یا آپ سے مسئلہ ہے؟

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: انہیں مسئلہ کس سے ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب، آپ اپنی بات کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب چیئرمین! یہ دیکھیں، یہ کیا ماحول ہے، مچھلی منڈی لگ رہی ہے۔ آپ اور چیخیں، دنیا آپ کو جانتی ہے۔ دنیا آپ کو جانتی ہے، شاباش۔ اب بچے بھی جانتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب، آپ Chair سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب Chair اپنا اختیار استعمال کرے۔ یہ سینیٹ ہے، مچھلی منڈی تو نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں میں نے ان کو موقع دیا ہے، انہیں بولنے دیں، اس کے بعد آپ کو بھی موقع دوں گا۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب یہ کیا گند ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انہیں بولنے دیں، اس کے بعد آپ کو موقع دے دیتا ہوں۔ بولنا ہر رکن کا حق ہے۔ جی ایمل ولی صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب چیئر مین! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ نے میرا نام لیا ہے اور تکلیف ان کو شروع ہو گئی ہے۔ یہ کیسی تکلیف ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب چیئر مین! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Rules کے مطابق ہر رکن بولنے کا حق رکھتا ہے۔ میں نے آپ دوستوں کو بھی موقع دیا، یہاں بھی موقع دیا، اب آپ سینیٹر ایمل ولی صاحب کو بولنے دیں اس کے بعد آپ بالکل بات کریں۔ آپ کو موقع دوں گا، انہیں بولنے دیں، ان کا بھی بولنے کا right ہے۔ بالکل آپ کو بھی موقع دوں گا۔ جی سینیٹر ایمل ولی صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب اس ماحول میں تو بات کرنا ناممکن ہے۔ ہم اس ماحول میں بات نہیں کریں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب چیئر مین! آپ پہلے ان کو بٹھائیں یا باہر نکالیں پھر ہم بات کریں گے۔ آپ اس کرسی پر کیا کر رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب، میں نے floorآپ کے حوالے کیا ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب یہ کیساfloor حوالے کیا ہے؟ یہ floor نہیں، گندگی کا ڈھیر ہے۔ Sorry to sayاس کو floor نہ بولیں، یہ گندگی کا ڈھیر ہے اور آپ نے اس گندگی کے ڈھیر کو ہمارے حوالے کر دیا ہے۔

Pointing out of quorum

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر سیف اللہ ابڑو نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔ Counting کروالیں۔

(Count was made)

(اس موقع پر ایوان میں جمعہ کی اذان سنائی دی)

آگے جاری۔۔۔(T-10)

T10-07Nov2025 Naeem Bhatti/Ed: Mubashir 12:30 pm

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایوان کورم میں ہے، 27 members موجود ہیں۔ سینیٹر عبدالقادر صاحب۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: پہلے House in order کر لیں۔

Mr. Presiding Officer: House is in order.

<u>Point of public importance raised by Senator Muhammad Abdul Qadir urging the Government to renegotiate power tariffs with IPPs and reform its policy on solar energy</u>

سینیٹر محمد عبدالقادر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ جناب چیئرمین! ہم اس ایوان میں پہلے بھی ایک resolution لائے تھے لیکن اس ایوانِ بالا کی resolutions, یہاں سے pass ہوئی resolutions یا آپ کی rulings پر ہم نے عمل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حکومت کے محکمے اسے کوئی importance دیتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں۔ World Bank کے ایک survey کے مطابق اس وقت 45% of our population is below poverty line. یہ بے چارے لوگ پندرہ، بیس ہزار روپے سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ ان مشکل حالات میں 5 to 10% لوگ ہیں جن کی ماہانہ آمدن ایک لاکھ روپے سے زیادہ نہیں ہے جبکہ ہمارا Power Department مستقل لوگوں کا خون چوس رہا ہے۔ IPPs جنہوں نے پچھلے پچیس سالوں سے تمام حکومتوں کو hostage کیا ہوا ہے، وہ غریب آدمی سے لے کر بڑے سرمایہ دار تک کا خون چوس رہی ہیں۔ اس میں تمام حکومتیں شامل ہیں چاہے وہ نواز شریف صاحب کی حکومت گزری ہو، جنرل مشرف صاحب کی حکومت گزری ہو، پیپلز پارٹی کی گزری ہو یا عمران خان صاحب کی حکومت گزری ہو، وہ ان کے ہاتھوں میں completely hostages تھے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج آپ یہاں ruling دے کر دیکھ لیں، میں

آپ کو challenge کرتا ہوں کہ ہماری State کمزور ہے اور وہ چند IPPs جو سو سے کم ہیں، وہ powerful ہیں، آپ یہ ruling دے کر دیکھ لیں کہ آج دن تک ان کا forensic audit کیوں نہیں ہو سکا۔

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چوبیس کروڑ انسانوں کے ملک میں، eight lac square KM کے ملک میں پورے سال کے لیے بارہ سو ارب روپے کا development fund دیا گیا ہے اور ہماری حکومت وہ بارہ سو ارب روپے پورے release نہیں کرے گی یا نہیں کر سکے گی لیکن وہ ہمارے خون سے بائیس سو ارب روپے سالانہ capacity charges کھینچ کر لے جائیں گے۔ میں ایوان کے floor سے وزیر اعظم پاکستان کو یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی توجہ اس power crisis پر مرکوز کریں۔ جناب والا! ہم نے as a country 2030 تک international agencies کے ساتھ بیٹھ کر یہ sign کیا ہے کہ ہمارا energy mix 60% environment friendly ہو گا لیکن جو لوگ اپنے پیسوں سے سولر پر جا رہے ہیں، ہم نے سولر کو پچھلے پندرہ سالوں سے encourage کیا ہے۔ پچھلے تین سالوں سے IPPs, ان کے consultants, ان کی lobby پوری طرح لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح جو لوگ سولر لگا رہے ہیں انہیں discourage کیا جائے، انہیں اس طرح کاٹا جائے کہ وہ net-metering کے تحت اپنی بجلی کا یونٹ جو وہ اٹھارہ یا بیس روپے کا بیچتے ہیں جبکہ شام کے وقت وہی یونٹ ساٹھ یا ستر روپے کا دیتے ہیں، اب یہ اس کو بھی ختم کرنے کے لیے Minister for Power بیٹھ کر press conferences کر رہے ہیں اور ساری حکومت کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم نے IPPs سے معاہدے کیے ہوئے ہیں، اگر ہم نے ان سے یہ بجلی نہ خریدی تو وہ International Court میں جا کر پاکستان کو default کروائیں گے۔ میری درخواست ہو گی کہ ہمارے bureaucrats جو ایک سال، دو سالوں کے لیے Power Division میں آتے ہیں، یہ IPPs کے consultants کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی عبدالقادر صاحب! آپ کا point آ گیا ہے۔

جناب والا! یہ کروڑوں لوگوں کی زندگیوں اور ماہانہ خرچ کا سوال ہے اور بجلی کا bill terrorism ہے، آپ کو اس چیز کا احساس نہیں ہے کہ لوگ بجلی کے bills سے کتنے پریشان ہیں۔ آپ مجھے دو منٹ دے دیں، ہم نے عوام کی بھی بات کرنی ہے، نماز ایک بجے ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد عبدالقادر: یہاں سب اپنی باتیں کر لیتے ہیں لیکن غریب عوام کا کسی کو احساس نہیں ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اگر کوئی آدمی اپنی مدد آپ کے تحت سولر لگا رہا ہے تو Power Division IPPs کی زبان کیوں بول رہا ہے؟ ہمارا Power Department IPPs کے consultants کے بنائے ہوئے مسودے کیوں پیش کر رہا ہے؟ Power Division اپنے consultant hire کرتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عبدالقادر صاحب! وقت کی کمی ہے، اس لیے میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ کی بات آ گئی ہے۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب والا! میں صبح سے آ کر بیٹھا ہوا ہوں، کوئی ممبر دس منٹ پہلے آتا ہے تو آپ اسے تقریر کا موقع دے دیتے ہیں جبکہ جو صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں، انہیں بھی عوام کی کوئی بات کرنی ہے۔ مجھے سولر سے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ ہم 27th Amendment میں مصروف ہیں، کوئی اپنے مسائل میں مصروف ہے اور کوئی funds کے مسائل میں مصروف ہیں۔ دس، پندرہ کروڑ لوگ اس terrorism کا شکار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ آپ کو جواب دے رہے ہیں، ان کو سن لیں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہاں resolution pass کی، اس کی بے توقیری کی گئی اور Minister for Power نے پرسوں بیٹھ کر پھر کہا کہ میں net-metering کے rates نیچے کر رہا ہوں، میں solar کو discourage کر رہا ہوں۔ آپ پچھلے تیس سالوں سے کیوں IPPs کو ملک کا خون چوسنے دے رہے ہیں، حکومت کیوں اتنی کمزور ہے، وہ کیوں کھڑی نہیں ہوتی، ان کا forensic audit کیوں نہیں کرتی؟ ان کا forensic audit کریں، دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وفاقی وزیر برائے قانون و انصاف) جناب والا! فاضل ممبر صاحب نے بڑی جائز باتیں کیں لیکن میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ solarization کے point of view سے وزیراعظم کا vision بہت clear ہے،

وہ اس کے بھرپور حامی ہیں، انہوں نے نہ صرف پاکستان بھر میں بلکہ بلوچستان کے لیے خاص طور پر جو منصوبہ دیا، وہ بہت بڑی amount تھی۔ Tube wells کا بھی کر رہے ہیں۔ جب بھی net-metering کی تجویز آئی ہے کابینہ نے اس کو مسترد کیا ہے۔ جہاں تک IPPs کے forensic audit کی بات ہے تو میں یہ بات پھر record پر لانا چاہتا ہوں کہ audits ہوئے بھی ہیں اور ہو بھی رہے ہیں، اسی وجہ سے rates renegotiate ہوئے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ یونٹ کی قیمت پچاس روپے سے اوپر تھی اور اب یہ دور بھی ہے کہ وہ بتیس روپے یا پینتیس روپے پر بھی آیا ہے۔ ان شاءاللہ آپ کو تبدیلی نظر آئے گی، آپ کے concerns میں کابینہ کے سامنے رکھوں گا کہ House کے یہ sentiments ہیں اور آپ کا مقدمہ لڑوں گا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Order No. 3. Order No. 3 stands in the name of Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control. On his behalf Mr. Aqeel Malik, Minister of State for Law and Justice.

Resolution moved for extension of the Frontier Constabulary Ordinance, 2025 (Ordinance No. VIII of 2025)

Mr. Aqeel Malik (Minister of State for Law and Justice): Sir, I on behalf of Minister for Interior and Narcotics Control, move the following resolution:-

> "That the Senate resolves to extend the Frontier Constabulary (Re-organization) Ordinance, 2025 (Ordinance No. VIII of 2025), for a further period of one hundred and twenty days with effect from 10th November, 2025, under proviso to sub-paragraph (ii) of paragraph (a) of clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law): No sir.

Mr. Presiding Officer: I now put the resolution before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The resolution is passed. Order No. 4. Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control to move Order No. 4. On his behalf Mr. Aqeel Malik, Minister of State for Law and Justice.

Consideration and passage of [The Federal Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025]

Mr. Aqeel Malik (Minister of State for Law and Justice): Sir, I on behalf of Minister for Interior and Narcotics Control, move that the Bill further to amend the Federal Prosecution Service Act, 2023 [The Federal Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration into once.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law): No sir. (Continue……)

T11-07NOV2025 Mariam Arshad/Ed:Khalid 12:40 p.m.

Mr. Presidng Officer (Continued…): Is it opposed?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Order.No.4. Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control please move Order No.4.

Mr. Aqeel Malik (State Minister for Law and Justice): I, on behalf of Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, move that the Bill further to amend the Federal Prosecution Service Act, 2023 [The Federal

Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Second Reading of the Bill. Clauses 2 to 4, there is no amendment in Clauses 2 to 4, so, I put the clauses as one question. The question is that the Clauses 2 to 4 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: There is an amendment regarding insertion of new Clauses 4A and 4B in the name of Senator Khalil Tahir Sandhu. Please move the amendment.

Senator Khalil Tahir Sandhu: I, move that in The Federal Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025, as reported by the Standing Committee, after clause 4, the following new clauses 4A and 4B shall be inserted, namely:

> **"4A. Amendment of section 12, Act LXV of 2023.** In the said Act, in section 1), in sub-section) for the word "Government", the expression "Secretary of the Division concerned to which the business of the Act stands allocated under the Rules of Business, 1973" shall be substituted.
>
> **4B. Omission of section 14, Act LXV of 2023.** In the said Act, section 14 shall be omitted."

Mr. Presiding Officer: I, now put the amendment before the house.

(The motion was carried)

Mr. Presiding officer: If the amendment is carried the question is that newly inserted clauses 4A and 4B do form part of the bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 5, there is an amendment in Clause 5 in the name of Senator Khalil Tahir Sandhu, please move the amendment.

Senator Khalil Tahir Sandhu: I, move that The Federal Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025, as reported by the Standing Committee for clause 5, the following shall be substituted namely:

"5. Amendment of section 15, Act LXV of 2023. In the said Act in section 15,

(a) In sub-section(1) for the words "Chief Executive Officer", the word "Federal Prosecutor General" shall be substituted**;** and

(b) In sub-section (2), in clause (c), for the word "fir", the word "FIR" shall be substituted."

Mr. Presiding Officer: I, now put the amendment before the house.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: After disposal of amendment if the amendment is carried. The question is that Clause 5 as amended do form part of the bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The Clause 5 as amended stands part of the bill.

There is an amendment regarding section of new clause 6, in the name of Senator Khalil Tahir Sandhu, please move the amendment.

Senator Khalil Tahir Sandhu: I, move that The Federal Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025, as reported by the Standing Committee, after Clause 6, the following new of Clause 6, shall be inserted, namely:

"6. Amendment of section 17, Act LXV of 2023. In the said Act, in section 17, in sub-section (1), the words "in consultation with the Chief Executive Officer", shall be omitted."

Mr. Presiding Officer: I, now put the amendment before the house.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The question is that newly inserted Clause 6 do form part of the bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The Clause 6 stands part of the bill.

Now, we may take up Clause 1 The Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1 The Preamble and the Title, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 1 The Preamble and the Title, stands part of the Bill.

Order No.5. Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, may move Order No.5.

Mr. Aqeel Malik (State Minister for Law and Justice): I, on behalf of, Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, move that the Bill further to amend the Federal Prosecution Service Act, 2023 [The Federal Prosecution Service (Amendment) Bill, 2025], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The bill stands passed. Order No.6. Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, may move Order No.6.

Consideration and Passage of [The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 2025]

Mr. Aqeel Malik (State Minister for Law and Justice): I, on behalf of, Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, move that the Bill further to amend the Capital Development Authority Ordinance, 1960 [The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Second Reading of the Bill i.e clause by clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 11, there is no amendment in Clauses 2 to 11, so, I put the clauses as one question. The question is that the Clauses 2 to 11 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clauses 2 to 11 stand part of the Bill. Now, we may take up Clause 1 The Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1 The Preamble and the Title, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 1 The Preamble and the Title, stands part of the Bill.

Order No.7. Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, may move Order No.7.

Mr. Aqeel Malik (State Minister for Law and Justice): I, on behalf of, Senator Syed Mohsin Raza Naqvi, Minister for Interior and Narcotics Control, move that the Bill further to amend the Capital Development Authority Ordinance, 1960 [The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 2025], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The Bill stand passed. (Continued…T12)

T12-07Nov2025 FAZAL/ED: Khalid 12:50 pm

Mr. Presiding Officer: (Continued) The motion is adopted and the Bill stands passed.

Mr. Presiding Officer: Order No. 8, Senator Ahad Khan Cheema, Minister for Economic Affairs and Establishment, may move Order No. 8.

Consideration and Passage of [The National School of Public Policy Amendment Bill 2025]

Mr. Aqeel Malik: I, on behalf of Senator Ahad Khan Cheema, Minister for Economic Affairs and Establishment, move that the Bill further to amend the National School of Public Policy Ordinance 2002, [The National School of Public Policy (Amendment) Bill 2025], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Mr. Aqeel Malik: No.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted. Second reading of the Bill, Clauses 2 to 4. There is no amendment in Clauses 2 to 4. So, I will put these clauses before the House as one question. The question is that Clauses 2 to 4 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clauses 2 to 4 stand part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title, do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 1, the Preamble and the Title, stands part of the Bill. Order No. 9.

Senator Ahad Khan Cheema, Minister for Economic Affairs and Establishment, may move Order No. 9.

Mr. Aqeel Malik: I, on behalf of Senator Ahad Khan Cheema, Minister for Economic Affairs and Establishment, move that the Bill further to amend the National School of Public Policy Ordinance 2002, [The National School of Public Policy (Amendment) Bill 2025], be passed.

Mr. Presiding Officer: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is adopted and the Bill stands passed. Order No. 10. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, may move Order No. 10.

Withdrawal of [The National Accountability Amendment Bill 2023]

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I beg to move to the House under Rule 115 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012 to withdraw the Bill further to amend the National Accountability Ordinance 1999, [The National Accountability (Amendment) Bill 2023], Ordinance No. 1 of 2023, as introduced in the Senate on 2nd November, 2023.

Mr. Presiding Officer: Now, I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is carried and leave to withdraw the Bill is granted. Order No. 11. Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, may move Order No. 11.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I move that I wish to withdraw the Bill further to amend the National Accountability Ordinance 1999, [The National Accountability (Amendment) Bill 2023].

Mr. Presiding Officer: The Bill stands withdrawn.

Now, I will adjourn the proceedings of this House. It is adjourned to meet again on Saturday, the 8th November, 2025 at 11:30 am.

[The House was adjourned to meet again on Saturday, the 8th November, 2025 at 11:30 am.]